سیر و سوانح

محمد وسیم اختر مفتی

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

(۵)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

سوتاپا

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: مجھے خدیجہ کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ سے سوتاپا محسوس نہیں ہوا حالاں کہ وہ میری شادی سے تین سال پہلے وفات پا چکی تھیں۔ میں نے ان کو نہیں دیکھا، آپ اکثر ان کا ذکر خیر کیا کرتے تھے، انھیں جنت میں موتیوں کے گھر کی بشارت دی۔ آپ جب بکری ذبح کرتے تو اس کے اعضا خدیجہ کی سہیلیوں کو بھیجتے۔ بسا اوقات میں کہتی: کیا خدیجہ کے علاوہ دنیا میں کوئی عورت نہیں؟ آپ ان کی تعریفیں کرتے کہ وہ ایسی تھیں، وہ ایسی تھیں۔ انھی سے میرے بچے ہوئے (بخاری، رقم ۳۸۱۷۔ مسلم، رقم ۶۳۵۸)۔ ایک بار حضرت خدیجہ کی بہن حضرت ہالہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئیں تو آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا: یا اللہ! ہالہ بنت خویلد۔ حضرت عائشہ کو بہت جلن ہوئی اور کہا: آپ کیا قریش کی سرخ گالوں والی بوڑھی عورتوں کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ اللہ نے آپ کو ان کا بہتر بدل دے دیا ہے۔ یہ سن کر (دوسری روایت: غصے سے) آپ کا چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا، اس قدر جتنا نزول وحی یا آندھی، طوفان کے آنے پر ہوتا تھا (بخاری، رقم ۳۸۱۸۔ مسلم، رقم ۶۳۶۳۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۵۲۱۰)۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں: میں نے سوچا، اب کبھی خدیجہ کی برائی نہیں کروں گی۔ ایک سیاہ فام عورت آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئی تو آپ نے بہت اچھی طرح اس کا استقبال کیا۔ حضرت عائشہ نے کہا: یا رسول اللہ، ایک حبشیہ کی

اس قدر آؤ بھگت؟ فرمایا: یہ خدیجہ کے پاس بہت آتی تھی۔ اچھی طرح میل ملاقات کرنا ایمان کا حصہ ہے۔

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہ یک وقت نو ازواج رہیں۔ آپ ہر بیوی کے پاس ایک دن رہتے۔ باقی ازواج مطہرات، البتہ باری والی زوجہ کے پاس اکٹھی ہو جاتیں۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ کی باری تھی، جب حضرت زینب (ابن ماجہ کی روایت کے مطابق) بلا اجازت ان کے حجرے میں داخل ہوئیں۔ (آپ کو معلوم نہ تھا کہ حضرت زینب موجود ہیں، اندھیرے میں) آپ نے ان کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا کہ حضرت عائشہ بولیں: یہ زینب ہیں۔ آپ نے ہاتھ کھینچ لیا، اس پر ان دونوں میں تکرار ہونے لگی اور ان کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ ادھر نماز کھڑی ہونے لگی تو حضرت ابوبکر نے آپ کو بلا لیا۔ حضرت عائشہ بولیں: ابھی نماز ادا کرنے کے بعد میرے والد مجھے خوب ڈانٹیں گے۔ ایسا ہی ہوا، حضرت ابوبکر نے انھیں سختی سے ڈانٹا، تم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس طرح بولتی ہو؟ (مسلم، رقم ۳۸۱۶)۔

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے پاس آئے تو انھوں نے پوچھا: آج کہاں رہے؟ فرمایا: اے حمیرا! ام سلمہ کے پاس تھا۔ کہا: ام سلمہ سے آپ کا جی نہیں بھرتا؟ مجھے بتائیں، اگر آپ ایک وادی کے دو کناروں پر اتریں، ایک سے گھاس چرا لی گئی ہو اور دوسرے کنارے پر کوئی گھاس کھانے والا نہ آیا ہو، آپ جانور کہاں چرانا چاہیں گے؟ فرمایا: وہ جس کا سبزہ چکھا نہ گیا ہو۔ میں آپ کی دوسری عورتوں کی طرح نہیں۔ میرے علاوہ ہر عورت دوسرے مرد کے پاس رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیے (بخاری، رقم ۵۰۷۷)۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

شاہ روم مقوقس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قبطی باندی ہدیہ کی۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ وہ حاملہ ہوئی تو مجھے پریشانی لگ گئی۔ ابراہیم کی ولادت ہوئی، لیکن ماریہ کو دودھ نہ آتا تھا۔ آپ نے بچے کے لیے دودھ دینے والی بھیڑ خریدی جس کا دودھ پی کر وہ موٹا اور سرخ وسفید ہو گیا۔ ایک دن آپ ابراہیم کو اپنی گردن پر اٹھا کر لائے اور پوچھا: عائشہ، بچے کی (مجھ سے) مشابہت کے بارے میں کیا خیال ہے؟ میں نے سوتاپے کی وجہ سے کہا: مجھے تو (آپ سے) کوئی مشابہت نظر نہیں آتی۔ فرمایا: بچے کی صحت کے بارے میں کیا کہتی ہو؟ میں نے کہا: جو بھیڑوں کا دودھ پیتا ہو، پنپ ہی جاتا ہے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں ان عورتوں سے چڑتی تھی جو اپنا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیتی تھیں۔ میں کہتی تھی: بھلا کوئی عورت اپنے تئیں ہبہ کر سکتی ہے؟ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: 'تُرۡجِیۡ مَنۡ تَشَآءُ مِنۡهُنَّ وَتُـٔۡوِیۡۤ اِلَیۡكَ مَنۡ تَشَآءُ وَمَنِ ابۡتَغَیۡتَ مِمَّنۡ عَزَلۡتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡكَ'، ''اے نبی، اپنی بیویوں میں

جس کو چاہیں، الگ رکھیں اور جسے چاہیں، اپنے پاس رکھیں۔ اور جسے چاہیں، الگ کرنے کے بعد واپس بلا لیں، اس میں بھی کوئی حرج نہیں' (الاحزاب ۳۳: ۵۱) تو میں نے کہا: مجھے لگتا ہے، آپ کا رب آپ کی خواہش پوری کرنے میں جلدی کرتا ہے (بخاری، رقم ۴۷۸۸۔ مسلم، رقم ۳۶۲۱)۔ ابن حجر کہتے ہیں: کئی صحابیات نے اپنی جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشی، مگر آپ کسی ایک کو نکاح میں نہ لائے، کیونکہ یہ آپ کے منشا پر موقوف تھا۔ 'اِنۡ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنۡ یَّسۡتَنۡکِحَهَا'، ''بشرطیکہ نبی اس کو اپنے نکاح میں لانا چاہیں'' (الاحزاب ۳۳: ۵۰)۔ ابن حجر نے حضرت میمونہ کے واہبہ ہونے کا بھی رد کیا ہے۔

ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ کو دے دیا تھا۔ چنانچہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے ہاں دو دن قیام فرماتے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: سودہ کے علاوہ کوئی عورت ایسی نہیں کہ میرا اس جیسے طور طریقے اختیار کرنے کو دل چاہے، مگر ان میں بھی تندی تھی (مسلم، رقم ۳۶۱۹)۔

ایک بار حضرت صفیہ بنت حیی اور حضرت عائشہ میں جھگڑا ہوا۔ دونوں نے ایک دوسرے کے باپ کو برا بھلا کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا: صفیہ، تم ابوبکر کو گالی دے رہی ہو۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت عمر فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج آپس کے رشک و رقابت کی وجہ سے آپ سے روٹھ گئیں تو میں نے ان سے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمھیں طلاق دیں تو بڑی امید ہے کہ ان کا رب انھیں، بدلے میں تم سے بہتر بیویاں دے دے، تو اسی مضمون کی آیت (التحریم ۶۶: ۵) نازل ہوگئی (بخاری، رقم ۴۹۱۶)۔

ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے کے لیے حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کے نام قرعہ نکلا۔ رات کے سفر میں گفتگو کرنے کے لیے آپ حضرت عائشہ کو اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ حضرت حفصہ کو اس پر رشک آیا، انھوں نے حضرت عائشہ سے کہا: تم میرے اونٹ پر سوار ہو جاؤ اور میں تمھارا اونٹ پکڑ لیتی ہوں۔ دیکھتی جاؤ! کیا بنتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے اونٹ کے پاس گئے اور حضرت حفصہ کو سلام کیا۔ رات بھر کے سفر کے بعد پڑاؤ کا وقت آیا تو حضرت عائشہ آپ سے دور رہ گئیں۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکوہ تو نہ کر سکتی تھیں۔ اس لیے زمین پر اترتے ہی اپنے پاؤں اذخر گھاس میں ڈال دیے جس میں سانپ بچھوؤں کا بسیرا ہوتا ہے اور رنج کے باعث دعا کرنے لگیں: اے رب، ڈسنے کے لیے مجھ پر کوئی سانپ بچھو ہی مسلط کر دے (بخاری، رقم ۵۲۱۱۔ مسلم، رقم ۶۳۷۹)۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک زوجہ (حضرت عائشہ) کے پاس تھے۔ اتنے میں ایک دوسری بی بی (حضرت زینب

یا حضرت صفیہ) نے کھانے سے پر رکابی بھیجی۔ اس اہلیہ (حضرت عائشہ) نے جس کے ہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے، لانے والے خادم کے ہاتھ پر ایک ضرب لگائی تو رکابی گر کر ٹوٹ گئی۔ آپ نے رکابی کے ٹکڑے اور گرا ہوا کھانا اکٹھا کیا اور فرمایا: تمھاری اماں (ام المومنین) کو رشک آ گیا تھا۔ خادم کو روک کر آپ نے گھر سے نئی رکابی دے کر رخصت کیا (بخاری، رقم ۵۲۲۵)۔

نماز کسوف

۱۰ھ (جون ۶۳۱ء) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب زادے حضرت ابراہیم نے اٹھارہ (یا سولہ) ماہ کی عمر میں وفات پائی۔ اتفاق سے اس موقع پر سورج کو گرہن لگ گیا تو لوگوں نے اسے حضرت ابراہیم کا سوگ قرار دیا۔ آپ نے فرمایا: چاند سورج اللہ کی نشانیاں ہیں، کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے ان پر گرہن نہیں آتا۔ جب تم گرہن دیکھو تو اللہ سے دعا مانگو، تکبیریں کہو، نماز پڑھو اور صدقہ کرو (بخاری، رقم ۱۰۴۴۔ مسلم، رقم ۲۰۴۶)۔ پھر آپ نے نماز کسوف کی دو رکعتیں پڑھائیں، ہر رکعت میں تین رکوع (دوسری روایات: دو رکوع، چار رکوع) اور دو سجدے کیے۔ رکوع و قیام کو خوب لمبا کیا۔ نماز کے دوران میں پیچھے ہٹے، پھر آگے بڑھے۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر بتاتی ہیں کہ میں اپنی بہن حضرت عائشہ کے پاس گئی، وہ بھی کھڑی نماز پڑھ رہی تھیں۔ میں نے پوچھا: لوگ کون سی نماز پڑھ رہے ہیں؟ انھوں نے سر اونچا کر کے سورج کی طرف اشارہ کیا اور سبحان اللہ کہا۔ میں نے کہا: یہ ایک آیت ہے؟ انھوں نے سر کی جنبش سے ہاں کا اشارہ کیا۔ نماز کے بعد میں نے پوچھا: آپ نے کیا ارشاد فرمایا؟ حضرت عائشہ نے آپ کا یہ فرمان سنایا: مجھے یہاں سے جنت و دوزخ دکھائی گئی اور عذاب قبر اور مسیح دجال کے فتنہ کے بارے میں وحی کی گئی (بخاری، رقم ۹۲۲، ۱۰۴۶۔ مسلم، رقم ۲۰۵۷)۔

۱۰ھ کا حج

اس برس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو امیر حج مقرر فرمایا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے پاس پڑی اون سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے اونٹوں کے ہار بٹے، آپ نے بذات خود یہ ہار ان کو پہنائے، ان کی کوہانیں داہنی جانب سے چیر کر قربانی کی علامت لگائی، انھیں میرے والد ابوبکر کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ کیا اور خود مدینہ میں تشریف فرما رہے (بخاری، رقم ۱۶۹۶)۔ مسروق نے حضرت عائشہ سے مسئلہ

دریافت کیا، ایک شخص (زیاد بن ابوسفیان) مصر میں بیٹھ کر قربانی کا جانور کعبہ بھیجتا ہے، اس کے گلے میں ہار ڈلواتا ہے۔ اسی دن وہ احرام باندھ لیتا ہے اور حلال نہیں ہوتا، یہاں تک کہ حاجی مکہ میں احرام کھول لیتے ہیں۔ حضرت عائشہ نے (تعجب سے) تالی بجائی اور کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں کے ہار بٹتی، آپ ہدی کعبہ کو بھیجتے اور حاجیوں کے واپس آنے تک آپ پر تعلقات زن وشو میں سے کچھ حرام نہ ہوتا (بخاری، رقم ۵۵۶۶۔ مسلم، رقم ۳۱۸۵)۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض وفات

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ایک ماہ قبل ہم حجرۂ عائشہ میں جمع تھے کہ آپ نے فرمایا: میرا وقت قریب آ گیا ہے۔ آپ نے نماز جنازہ اور تدفین کے بارے میں ہدایات دیتے ہوئے فرمایا: میرے قریبی اہل خانہ مجھے غسل دیں گے۔ مجھے میرے ہی کپڑوں، مصر کی سفید چادر یا یمنی کپڑے کا کفن دیا جائے۔ میری میت کو چارپائی پر لٹا کر قبر کے کنارے رکھ دیا جائے اور کچھ دیر کے لیے سب باہر نکل جائیں تاکہ جبریل، اسرافیل، میکائیل، ملک الموت اور باقی فرشتے دعا کر سکیں۔ میرے اہل خانہ اور میری ازواج کے بعد عامۃ المسلمین گروہوں کی صورت میں حجرہ کے اندر آئیں، میرے لیے دعا کریں اور مجھے سلام بھیجیں۔ چیخ چلا کر مجھے تکلیف نہ دی جائے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

صفر ۱۱ھ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات کی ابتدا ہوئی تو آپ حضرت زینب بنت جحش کے گھر میں تھے۔ اواخر صفر کی ایک نصف شب آپ نے اپنے غلام ابومویہبہ کو جگا کر جنت البقیع چلنے کے لیے کہا اور فرمایا: مجھے اہل بقیع کے لیے دعاے مغفرت کرنے کا حکم ہوا ہے۔ دعا کرنے کے بعد فرمایا: مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ اس وقت تک زندہ رہوں، جب میری قوم کو فتوحات حاصل ہوں یا جلدی اپنے رب کے پاس بلا لیا جاؤں۔ میں نے تعجیل پسند کی ہے (مسند احمد، رقم ۱۵۹۹۷۔ مستدرک حاکم، رقم ۴۳۸۳)۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: جس وقت آپ بقیع سے واپس آئے، میرے سر میں درد ہو رہا تھا۔ میں نے ہائے میرا سر! کہا تو فرمایا: نہیں عائشہ! میرا سر بھی دکھ رہا ہے۔ آپ نے ازراہ مزاح فرمایا: اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہو گئی تو میں تمھیں کفن دے کر، جنازہ پڑھ کر دفنا دوں گا۔ حضرت عائشہ نے جواب دیا: تب تو آپ میرے ہی گھر میں اپنی دوسری اہلیہ لے آئیں گے (بخاری، رقم ۵۶۶۶۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۵۹۰۸)۔ آپ مسکرائے، لیکن سر کا درد برقرار رہا۔ یہ آپ کے مرض وفات کی ابتدا تھی، جس

روز تکلیف بڑھی، آپ سیدہ میمونہ کے گھر میں تھے۔ آپ بار بار پوچھتے: میں کل کہاں رہوں گا؟ (بخاری، رقم ۵۲۱۷۔ مسلم، رقم ۳۶۷۳)۔ آخرکار، تمام ازواج مطہرات کو بلا کر کہا: میرے لیے باری باری تم سب کے گھر جانا مشکل ہو گیا ہے، اس لیے اجازت دو کہ ایام علالت ایک کے گھر گزار لوں۔ حضرت ام سلمہ نے کہا: ہمیں سمجھ آ گیا ہے کہ آپ عائشہ کے پاس رہنا چاہتے ہیں۔ ہماری طرف سے اجازت ہے (بخاری، رقم ۳۰۹۹)۔ حضرت علی اور حضرت فضل بن عباس کا سہارا لیتے ہوئے آپ حجرۂ سیدہ عائشہ میں تشریف لائے (بخاری، رقم ۴۴۴۲)۔ حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ آپ کی تیمارداری میں بعد میں بھی شریک رہیں۔ اسی مرض کے دوران میں آپ نے فرمایا: اے عائشہ، میں خیبر میں کھائے ہوئے زہریلے کھانے کی تکلیف برابر محسوس کرتا رہا ہوں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ اس زہر کے اثر سے مجھے اپنی شہ رگ کٹنے کا احساس ہو رہا ہے (بخاری، رقم ۴۴۲۸)۔

درد میں اضافہ ہوا تو فرمایا: مجھ پر سات منہ بند بھری ہوئی مشکوں کا پانی بہاؤ، ہو سکتا ہے، میں لوگوں سے کچھ بات کروں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: ہم نے حفصہ کے طشت میں آپ کو بٹھا کر پانی بہایا، حتیٰ کہ آپ نے فرمایا: بس! کافی ہے (بخاری، رقم ۱۹۸)۔ پھر سر باندھ کر حجرے سے باہر گئے۔ نماز پڑھا کر منبر پر تشریف فرما ہوئے، پہلے اصحاب احد کے لیے دیر تک دعاے مغفرت کی، پھر فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کو اللہ نے اختیار دیا ہے کہ دنیا میں رہے یا اس کے پاس آ جائے تو اس نے اللہ کا قرب پسند کر لیا ہے۔ حضرت ابوبکر آپ کی بات سمجھ کر رونے لگ گئے تو ان کو تسلی دی اور فرمایا: مسجد میں کھلنے والے سب دروازوں کو بند کر دو، سوائے دریچۂ ابوبکر کے (بخاری، رقم ۶۶۵)۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے واپس آئے تو حضرت عائشہ کی گود میں لیٹ گئے اور معوذات پڑھ کر اپنے دست مبارک سے دم کرنے لگے۔ یہ آپ کا پہلے سے معمول تھا۔ جب مرض شدید ہو گیا تو سیدہ عائشہ معوذتین پڑھتیں اور آپ کا ہاتھ پکڑ کے آپ کے جسم مبارک پر پھیرتی رہیں (بخاری، رقم ۴۴۳۹۔ مسلم، رقم ۵۷۶۶)۔ افاقہ ہوتا تو آپ اپنی چادر منہ پر اوڑھ لیتے اور جب تکلیف ہوتی تو اسے چہرے سے ہٹا دیتے۔ اسی کیفیت میں آپ نے فرمایا: اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے، انھوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا (بخاری، رقم ۴۳۵۔ مسلم، رقم ۱۱۲۴)۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (جب آپ ہوش میں نہ تھے) دوا پلائی تو آپ اشارہ کرتے رہے کہ مجھے دوا نہ پلاؤ۔ ہم نے یہی سمجھا کہ ہر بیمار آدمی دوا پینے سے کراہت محسوس کرتا ہے، جب آپ کو ہوش آیا تو فرمایا: میں نے تمھیں دوا پلانے سے روکا نہ تھا۔ ہم نے کہا: سب مریض دوا پینے سے انکار کرتے ہیں۔ فرمایا: میری آنکھوں

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

کے سامنے گھر میں موجود ہر فرد کو (تادیباً) دوا پلائی جائے۔ عباس کو رہنے دیا جائے، کیونکہ وہ تمھارے ساتھ موجود نہ تھے (بخاری، رقم ۴۴۵۸۔ مسلم، رقم ۵۸۱۳)۔ دوسری روایت میں آپ کا یہ ارشاد نقل ہوا: یہ ان عورتوں کا کام ہے جو وہاں (حبشہ) سے آئی ہیں۔ (مصنف عبدالرزاق:) وفات سے پہلے آپ کا سر مبارک حضرت عائشہ کی چھاتی اور گردن کے درمیان ٹکا ہوا تھا اور دہن مبارک حضرت عائشہ کے منہ کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ فرماتی ہیں: آخری لمحات میں آپ اپنے پاس پڑے پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالتے اور چہرے پر پھیر لیتے اور فرماتے: ''لا الٰہ الا اللہ! بے شک موت کی بہت سختیاں ہیں'' (بخاری، رقم ۴۴۴۹۔ ترمذی، رقم ۹۷۸۔ سنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۱۷۰۱)۔ آپ نے فرمایا: میری شدت تکلیف کو اس بات نے کم کر دیا کہ میں نے جنت میں عائشہ کی ہتھیلی کی چمک دیکھی (موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۵۰۷۶)۔ وفات سے کچھ دیر پہلے میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابوبکر ہاتھ میں تر مسواک پکڑے آئے۔ آپ کی نظر مسواک پر پڑی تو مجھے خیال آیا کہ آپ مسواک کرنا بہت پسند کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا: کیا مسواک دوں؟ آپ نے سر کے اشارے سے ہاں کیا تو میں نے مسواک لے کر اسے دانتوں سے کاٹا پھر چبا کر نرم کیا اور آپ کو دے دی۔ آپ نے اسی حالت میں، میرے سینے سے لگے، اچھی طرح مسواک کی۔ مسواک واپس دینے لگے تھے کہ وہ آپ کے ہاتھ سے گر گئی (بخاری، رقم ۴۴۵۱۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۵۶۴۰)۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں جان، جان آفریں کے سپرد کی کہ آپ کا سر میری ہنسلیوں اور ٹھوڑی کے مابین ٹکا ہوا تھا۔ آپ کی بیماری کے دوران میں جبریل جو دعا کرتے تھے، میں بھی وہ دعا کرتی رہی۔ آپ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی، انگشت شہادت بلند کی اور فرمایا: 'في الرفيق الأعلٰى، اللّٰھم الرفيق الأعلٰى'، ''اعلیٰ رفیق کی معیت میں، اے اللہ، اعلیٰ ہم راہی''! یہ آپ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والا آخری کلمہ تھا (بخاری، رقم ۳۶۶۹۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۲۱۶)۔ دوسری روایت کے الفاظ ہیں: 'اللّٰھم اغفر لي وارحمني وألحقني بالرفيق'، ''اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم کر اور مجھے اپنے رفیق سے ملا دے'' (بخاری، رقم ۴۴۴۰۔ مسلم، رقم ۶۳۷۴)۔ نسائی اور بیہقی کی روایات میں آپ کی دعا اس طرح ہے: 'اللّٰھم اغفرلي وارحمني، في الرفيق الأعلٰى الاسعد مع جبريل وميكائيل وإسرافيل'، ''اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر۔ اعلیٰ، خوش بخت ہم راہی کے ساتھ، جبریل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام کی معیت میں'' (السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۱۰۴۰۷، ۱۰۹۳۶۔ دلائل النبوۃ، بیہقی: ۷/۲۰۹)۔ آپ کے آخری سانس نکلے تو مجھے ایسی عمدہ خوشبو آئی جو میں نے پہلے کبھی محسوس نہ کی تھی (موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۹۰۵)۔

'الرفيق الأعلٰى' کی وضاحت حضرت عائشہ کی اس روایت سے ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تندرست

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

تھے، فرمایا کرتے تھے: کسی نبی کی جان اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی، جب تک اسے جنت میں اس کا مقام دکھا نہیں دیا جاتا، پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے، زندہ رہے یا آخرت کو اختیار کر لے۔ آخری مرض میں جب آپ کی آواز بھاری ہو چکی تھی، میں نے آپ کو یہ آیت تلاوت کرتے سنا: 'مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيۡقًا'، 'ان لوگوں کی معیت میں جن پر اللہ نے انعام کیا ہے، یعنی انبیا، صدیقوں کا گروہ، شہدا اور صالحین، ساتھی ہونے میں یہ لوگ کتنے ہی اچھے ہیں' (النساء ۴: ۶۹) تو سمجھ آ گیا کہ آپ کا اختیار دریافت کر لیا گیا ہے (بخاری، رقم ۴۴۳۷۔ مسلم، رقم ۶۳۷۸۔ مسند طیالسی، رقم ۱۴۵۶)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی پر تکلیف نہ آئی ہو گی (بخاری، رقم ۵۶۴۶۔ مسلم، رقم ۶۶۴۹)۔ آپ کے بعد اب مجھے کسی کی موت کی سختی محسوس نہیں ہوتی (بخاری، رقم ۴۴۴۶)۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میری نادانی اور کم عمری دیکھو، میں نے آپ کا سر تکیے پر رکھ دیا اور عورتوں سے مل کر سینہ کوبی کرنے اور اپنا چہرہ پیٹنے لگی۔

حضرت عائشہ سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے حق میں وصیت کی؟ انھوں نے کہا: وفات کے وقت آپ کا سر میری گود میں تھا تو آپ نے کس وقت وصیت فرمائی؟ آپ نے طشت منگوایا اور میری گود میں جھک کر لٹک گئے۔ مجھے آپ کی جان نکلنے کی خبر بھی نہ ہو سکی تو آپ نے علی کو وصی کس وقت بنایا؟ (بخاری، رقم ۱۴۱۲۷۔ مسلم، رقم ۴۲۴۰۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۰۳۹)۔ آپ کا آخری حکم تھا: جزیرۂ عرب میں دو دین نہ رہنے دیے جائیں۔ ایسی روایات بھی پائی جاتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت میں حضرت علی کو بلایا۔ انھوں نے آپ کو سینے سے لگایا ہی تھا کہ آپ کی وفات ہو گئی۔

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک حجرۂ عائشہ میں اسی مقام پر بنائی گئی، جہاں آپ نے وفات پائی تھی۔ آپ کا بستر اٹھا کر اس کے نیچے قبر کھودی گئی۔ مرض وفات کے دوران میں آپ نے فرمایا تھا: اللہ یہود پر لعنت کرے، انھوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ آپ کی قبر کو سجدہ گاہ بنا لیا جائے گا، آپ کی تدفین حجرۂ مبارکہ سے باہر کی جاتی (بخاری، رقم ۴۴۴۱۔ مسلم، رقم ۱۱۲۱)۔ حضرت عائشہ ہی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا موقع آیا تو صحابہ باہم مشورہ کرنے لگے۔ آپ کے کپڑے اتار کر غسل دیا جائے یا کپڑوں سمیت؟ اسی اثنا میں سب پر نیند طاری ہو گئی اور غیبی متکلم نے آواز دی کہ نبی کو کپڑوں سمیت غسل دو۔ حضرت عائشہ بتاتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کی خبر بدھ کی نصف رات کو ہوئی، جب ہم نے بیلچوں کے چلنے کی آواز سنی۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ابو بردہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے مجھے ایک موٹا یمنی تہ بند اور ایک اونی چادر (ملبدہ) دکھائی اور بتایا کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ان کپڑوں میں ہوئی تھی (بخاری، رقم ۳۱۰۸۔ مسلم، رقم ۵۴۹۳۔ ابوداؤد، رقم ۴۰۳۶)۔ حضرت عائشہ کے پاس ایرانی سبز چادر کا ایک جبہ تھا جس کے کالر (گریبان) اور دامن پر موٹا ریشم لگا ہوا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ کی وفات کے بعد یہ حضرت اسماء بنت ابوبکر کو مل گیا (مسلم، رقم ۵۴۶۰)۔

حضرت ابوبکر کا متوقع خلیفۂ رسول ہونا

حضرت عائشہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں فرمایا: ابوبکر اور ان کے بیٹے کو بلا لوتا کہ کوئی طمع کرنے والا امر خلافت میں طمع نہ کرے اور کہے کہ میں زیادہ حق دار ہوں، پھر فرمایا: اللہ اور اہل ایمان ایسا نہ کرنے دیں گے (بخاری، رقم ۵۶۶۶۔ مسلم، رقم ۶۱۲۵۷۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۷۵۱)۔ یہ روایات ایسے ہی مضمون پر مشتمل دوسری کئی روایات کے برعکس ہیں جن میں حضرت علی کا وصی ہونا بتایا گیا ہے۔ حضرت بلال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی اطلاع دینے آئے تو فرمایا: ''ابوبکر کو کہو، لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' حضرت عائشہ نے کہا: ''یا رسول اللہ! ابوبکر رقیق القلب ہیں۔ جب آپ کی جگہ (نماز پڑھانے) کھڑے ہوں گے، گریہ کی وجہ سے لوگوں کو (تلاوت) سنا نہ پائیں گے۔ آپ عمر سے کیوں نہیں کہتے؟'' پھر حضرت عائشہ نے حضرت حفصہ سے کہا: یہ بات آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کریں۔ حضرت حفصہ سے یہ مشورہ دوبارہ سننے پر آپ نے فرمایا: ''تم تو بالکل یوسف کی ساتھی عورتوں جیسی ہو (اپنے دل کی بات چھپا کر رکھتی ہو۔ جس طرح زلیخا نے عورتوں کی ضیافت بظاہر ان کی عزت افزائی کے لیے کی، مقصد انھیں حسن یوسف سے مرعوب کر کے اپنی محبت کی صفائی پیش کرنا تھا ایسے ہی حضرت عائشہ نے حضرت ابوبکر کی نرم دلی کا ذکر کر کے امامت حضرت عمر کو سونپنے کی تجویز دی، مقصد ان کو بار خلافت سے بچانا تھا)۔ ابوبکر کو کہو، لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' حضرت حفصہ کو ڈانٹ پڑی تو حضرت عائشہ سے گلہ کیا: مجھے تم سے بھلائی ملنے والی نہیں (بخاری، رقم ۷۳۰۳)۔ حضرت عائشہ نے اس معاملے کی وضاحت اس طرح کی کہ میں نہ سمجھتی تھی کہ جو شخص آپ کا قائم مقام ہوگا، لوگ اس سے ہمیشہ محبت ہی کریں گے۔ میرا خیال تھا کہ لوگ آپ کے جانشین کو سبز قدم سمجھنا شروع ہو جائیں گے، اس لیے چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر کا خیال چھوڑ دیں (بخاری، رقم ۴۴۴۵۔ مسلم، رقم ۹۳، ۴۱۸)۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے ایک نماز پڑھائی تو آپ

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

نے حضرت ابوبکر کو بلانے کا حکم دیا (ابوداؤد، رقم ۴۶۶۰)۔ حضرت ابوبکر نماز پڑھا رہے تھے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ افاقہ محسوس ہوا۔ آپ حضرت عباس اور ایک صحابی کا سہارا لیتے ہوئے مسجد میں آئے۔ حضرت ابوبکر نے پیچھے ہٹنا چاہا، لیکن آپ نے انھیں اپنی جگہ پر رہنے کا اشارہ کیا۔ آپ ان کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر آپ کی اقتدا کرنے لگے اور لوگ حضرت ابوبکر کی امامت میں نماز پڑھنے لگے (بخاری، رقم ۶۸۶)۔ پیر کے دن صحابہ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ نے حجرۂ عائشہ کا پردہ ہٹا کر دیکھا اور اہل ایمان کو صفوں میں دیکھ کر مسکرائے۔ حضرت ابوبکر یہ سمجھ کر کہ آپ آنے لگے ہیں، پہلی صف کی طرف ہٹنے لگے، لیکن آپ نے نماز جاری رکھنے کا اشارہ کیا اور پردہ گرا کر حجرے میں واپس تشریف لے گئے۔ یہ آپ کی حیات دنیوی کا آخری دن تھا (بخاری، رقم ۶۸۰)۔

وراثت رسول اور امہات المومنین

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت عائشہ کی عمر اٹھارہ برس تھی۔ جس طرح حضرت فاطمہ آپ کی وارث تھیں، اسی طرح حضرت عائشہ بھی وراثت نبوی میں حصہ رکھتی تھیں۔ حضرت ابوبکر نے آپ کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے کہ شریعت اسلامی میں انبیا کی وراثت جائز نہیں، دونوں کو کوئی حصہ نہ دیا۔ البتہ مال فے سے ان کا نفقہ اور خرچہ اسی طرح نکالتے رہے، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکالا کرتے تھے (ترمذی، رقم ۱۶۰۸)۔

www.javedahmedghamidi.org
www.al-mawrid.org

حضرت عائشہ خود روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی ازواج نے حضرت عثمان کو خلیفۂ اول حضرت ابوبکر کے پاس حصول وراثت کے لیے بھیجنا چاہا تو حضرت عائشہ نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد نہیں، ہم گروہ انبیا وراثت نہیں چھوڑتے۔ ہمارا ترکہ صدقہ شمار ہوتا ہے (بخاری، رقم ۶۷۳۰۔ مسلم، رقم ۴۶۰۰)۔

حضرت فاطمہ اور حضرت عباس میراث نبوی میں سے فدک اور خیبر کا حصہ مانگنے حضرت ابوبکر کے پاس گئے (بخاری، رقم ۶۷۲۵۔ مسلم، رقم ۴۶۰۲) تو انھوں نے فرمایا: آل محمد کے لیے اللہ کے مال میں سے کھانے پینے کے خرچ سے زیادہ لینا جائز نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: میری ازواج کے نان ونفقہ کے بعد جو بچ رہے، صدقہ کر دیا جائے (مسلم، رقم ۴۶۰۴)۔ واللہ! میں عہد نبوت میں ان کو دیے جانے والے وظائف میں ہرگز تبدیلی نہ کروں گا اور وہی طریقہ جاری رکھوں گا جس پر آپ نے عمل فرمایا۔ مجھے خدشہ ہے کہ آپ کے کسی بھی عمل کو چھوڑا تو بھٹک جاؤں گا (بخاری، رقم ۳۷۱۲۔ مسلم، رقم ۴۶۰۳)۔ حضرت فاطمہ اس بات پر ناراض ہو گئیں اور ان سے بول چال

ترک کر دی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد ان کا انتقال ہوا تو حضرت علی نے حضرت ابوبکر کو اطلاع دیے بغیر راتوں رات ان کی تدفین کر دی (بخاری، رقم ۴۲۴۰۔ مسلم، رقم ۴۶۰۱)۔ عامر شعبی کی روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ کے مرض وفات میں حضرت ابوبکر ان کے گھر گئے اور یہ کہہ کر انھیں منا لیا کہ میں نے جو فیصلہ کیا، اس سے اللہ، رسول اور اہل بیت کی رضا جوئی مقصود تھی (السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۲۷۳۵)۔ یعقوبی کا بیان ہے کہ جب سیدہ عائشہ نے اعتراض کیا: آپ تو اپنے باپ کی وراثت حاصل کر سکتے ہیں اور میں نہیں کر سکتی تو حضرت ابوبکر زار و قطار رونے لگے، گویا اس اعتراض پر محض ہم دردی ہی کی جا سکتی تھی۔ ایسی روایت بھی پائی جاتی ہے کہ جب حضرت ابوبکر نے وراثت سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بتایا تو حضرت علی نے اللہ کا یہ فرمان 'وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ'، ''اور سلیمان نے داؤد کی وراثت پائی'' (النمل ۲۷: ۱۶) سنایا اور حضرت زکریا کی دعا پر مشتمل یہ آیت 'يَرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ'، ''جو میرا وارث ہو اور اولاد یعقوب کی وراثت پائے'' (مریم ۱۹: ۶) پڑھ دی۔ تب وہ خاموش ہو گئے۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، الجامع المسند الصحیح المختصر (بخاری، شرکۃ دار الارقم) المسند الصحیح المختصر من السنن (مسلم، شرکۃ دار الارقم)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبد البر)، احکام القرآن (ابن عربی)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (مزی)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (مقالہ، امین اللہ وثیر)، Wikipedia, the free encyclopedia۔

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com